© rasailojaraid.com

از جناب محمد نقی، رفیع کراچی

دینی مدارس کے خلاف میڈیا وار کا ایک جائزہ

سال ڈیڑھ سال کی خاموشی کے بعد انگریزی اخبارات میں، جن کو مراعات یافتہ و مقتدر طبقہ خصوصی توجہ سے پڑھتا ہے، دوبارہ دینی مدارس کے خلاف بھرپور مہم شروع ہوگئی ہے۔ غالباً" مخالفین دینی مدرسہ کو توقع ہے کہ جو کام غیر فوجی حکومتیں کرنے سے خائف تھیں وہ کام فوجی حکومت کر سکتی ہے۔ ترکی، مصر اور الجزائر میں دینی اداروں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ پاکستان میں اسے دہرانا چاہتے ہیں۔ دشمنان اسلام کی مہم سے متاثر ہو کر نواز شریف نے بھی دہشت گردی کا الزام طالبان پر عائد کر دیا تھا، سب جانتے ہیں کہ طالبان دینی مدارس ہی کے فارغ التحصیل ہیں۔ دشمنان اسلام کی سوچ ہے کہ وہ اپنی شرانگیز مہم سے موجودہ فوجی حکومت کو بھی ورغلا سکیں گے۔ ان کی شرانگیزی کا نمونہ روزنامہ ڈان ۱۷ اکتوبر ۹۹ء میں معروف کالم نویس امینہ جیلانی کی تحریر سے ہو سکتا ہے جس کی تلخیص درج ذیل ہے۔

"دہشت گردی، فرقہ وارانہ قتل عام اور مدارس ان سب کا تعلق طالبان سے ہے۔ ان سے بھی کسی کو نمٹنا ہے۔ اخبار ڈان نے گزشتہ اتوار کو اپنے اڈیٹوریل میں باور کرایا تھا کہ نواز شریف کو اتنی دیر سے اس مسئلہ کا کیوں احساس ہوا۔ اگر عرصہ دراز تک اس مسئلہ سے چشم پوشی کی گئی تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ اسے مزید نظر انداز کیا جائے۔ ۹۷ء میں حکومت پاکستان کے جائزہ کے مطابق ۱۰۰ مدارس میں عملی فوجی تربیت دی جاتی ہے۔ ان مدارس سے ہر سال مختلف دہشت گرد تنظیموں کو نئے رنگروٹ ملتے ہیں جن کی برین واشنگ کر دی جاتی ہے۔ ہزاروں نوجوانوں کو فرقہ پرست دہشت گرد بنایا جاتا ہے اور لڑنے مرنے کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ بات اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ ۹۷ء میں قانون نافذ کرنے والے ادارے نے ۴۵ فرقہ پرست دہشت گردوں کو جو قتل کی وارداتوں میں ملوث تھے گرفتار کیا تھا۔ یہ سب کے سب دینی مدارس کے سابق طلبہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو علم تھا کہ اگر پکڑے گئے تو کیا سزا ہوگی لیکن ان کا کہنا تھا کہ ہمیں اگر دوسری زندگی ملی تو بھی ہم یہی کچھ کریں گے کیونکہ اس کا صلہ جنت ہے۔"

اسلام انسٹی ٹیوٹ آف میڈیا ریسرچ، عالمگیر مسجد اس شرانگیز پراپیگنڈا سے معزز مدیران اخبارات و جرائد اور معروف دینی مدارس کو باقاعدگی سے آگاہ رکھتی ہے تاکہ اس شرانگیز مہم کا تدارک کیا جا سکے۔ پانی کے قطرے بھی اگر مسلسل ایک جگہ گریں تو سوراخ

© rasailojaraid.com

میڈیا تو بہت طاقت ور ابلاغی ذریعہ ہے۔ ہمیں اس شرانگیز مہم سے غفلت نہیں برتنی چاہیے نہ صرف اس شرانگیز مہم کا تدارک بلکہ دینی مدارس کے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل حقیقتوں کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

(۱) آج تک کسی بھی دینی مدرسہ میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ نہیں ہوا جب کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ روز مرہ کے واقعات ہیں۔ مسلح طلبہ تنظیموں کے کارکن ایک دوسرے کو بے دردی سے قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ پروفیسر اور ان کے اہل خانہ تک کو مار دیتے ہیں۔

(۲) کسی بھی دینی مدرسہ سے آج تک کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا جب کہ کالجوں، یونیورسٹیوں اور ان کے ہاسٹلز سے اکثر اسلحہ برآمد ہوتا رہتا ہے۔

(۳) کسی بھی ایک مسلک کے طلبہ کا دوسرے مسلک کے طلبہ سے لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔ مدارس پر فرقہ وارانہ دہشت گردی کا الزام محض الزام ہے۔ اس کے برعکس کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کی لسانی اور سیاسی تنظیموں پر یہ الزام ثابت ہو چکا ہے۔ کراچی یونیورسٹی جیسے موقر ادارہ میں سیکورٹی فورسز اور رینجر تعینات کیے بغیر تعلیمی سرگرمیوں کا جاری رہنا محال ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ کبھی آوارہ گردی کرتے نظر نہیں آئیں گے۔ لڑکیوں کو پریشان کرنے وغیرہ جیسی حرکتوں میں ملوث نہیں پائے گئے جب کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ روز مرہ کا معمول ہے۔

(۴) دینی مدارس کے طلبہ کبھی نشہ آور اشیاء مثلاً" ہیروئن اور شراب وغیرہ کے استعمال میں ملوث نہیں پائے گئے جب کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء میں یہ لعنت تیزی سے پھیل رہی ہے جس کی وجہ اخلاقی تربیت اور دینی تعلیم کی کمی ہے۔

(۵) دینی مدارس کے فارغ التحصیل کبھی رشوت اور لوٹ کھسوٹ میں ملوث نہیں پائے گئے جب کہ اعلیٰ سے اعلیٰ یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل خواتین و حضرات نے ملک کو لوٹنے کھسوٹنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مغربی سیکولر تعلیمی اداروں میں خود غرضی اور نفس پرستی سکھائی جاتی ہے جب کہ دینی اداروں میں خدمت خلق اور قربانی کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے اور دینی مدارس کے طلباء کے لیے ملک اور قوم کو لوٹنا کھسوٹنا ناقابل تصور ہے۔ وہ تو اس کے لیے اپنی قیمتی جان بھی نذر کرنے کو تیار رہتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۴ پر)